



Al-Mithaq

(Research Journal of Islamic Theology)

Published by: HIRA Institute of Social Sciences Research & Development

ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)

Volume 05, Issue 04, October - December 2026, PP 26-36

Open Access at: <https://almithaqjournal.org/>



Article Timeline:

Received:
02-09-2026

Accepted:
02-10-2026

Published:
11-10-2026



Disclaimer:

Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in "Al-Mithaq" are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.



HIRA INSTITUTE
Research Journal of Islamic Theology

نوجوان نسل کو درپیش تہذیبی چیلنجز اور تہذیب اسلامی کی طرف مراجعت: ایک تحقیقی جائزہ

Civilizational Challenges Facing the Youth and a Return to Islamic Civilization: A Research Review

Dr. Javairia Hassan ¹

Dr. Shazia Butt²

Ayesha Muhammad Yousaf Nadvi³

Abstract

This research review aims to examine the major civilizational challenges faced by the younger generation in today's globalized world and to explore the relevance of Islamic civilization as a constructive response. The study specifically investigates how rapid technological advancement, cultural globalization, social media influence, materialism, and moral relativism affect the identity, values, and lifestyle of youth, often leading to moral uncertainty and detachment from spiritual roots. The objective of this study is to analyze these challenges and propose a balanced framework based on the essential principles of Islamic civilization. The methodology of this research is qualitative, descriptive, and analytical in nature. Relevant material has been collected from books, research articles, and the views of both Islamic and Western scholars, including Ibn Khaldun and Arnold J. Toynbee. Through a comparative and analytical approach, the study examines the causes of civilizational decline and the moral pressures experienced by contemporary youth. From an Islamic perspective, these issues are not merely social but also ethical and spiritual. Islamic civilization is founded upon faith (īmān), moral integrity, modesty, justice, knowledge, and collective responsibility. The findings suggest that a conscious return to these principles offers a practical solution to the identity crisis and moral instability of modern youth. Such a return does not imply isolation from modernity but encourages critical and

¹Corresponding Author, Associate Professor, Minhaj University Lahore & Director Training Department MCW. jiagahmad@gmail.com

² Assistant Professor, Government Graduate College for Women Lahore. butt6146249@gmail.com

³MPhil Scholar, Minhaj University Lahore. ayeshashahzadi549@gmail.com

ethical engagement with it. The study concludes that the revival of Islamic civilizational values provides a viable framework for enabling youth to preserve faith while participating productively in global society.

Keywords

Youth Civilizational Challenges, Islamic Civilization, Moral Values, Identity Crisis, Spiritual Development, Cultural Conflict, Ethical Stability

تعارف

اکیسویں صدی کا دور غیر معمولی سائنسی و تکنیکی ترقی، عالمگیریت اور فکری تغیرات کا دور ہے جس نے انسانی معاشروں کی ساخت، اقدار اور طرز زندگی کو گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ خاص طور پر نوجوان نسل ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھ رہی ہے جہاں معلومات کی فراوانی، سوشل میڈیا کی یلغار، ثقافتی آمیزش اور نظریاتی تنوع نے اس کی سوچ اور شناخت کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے نہ صرف دنیا کو ایک گلوبل ولج میں تبدیل کر دیا ہے بلکہ تہذیبی سرحدوں کو بھی مدھم کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں روایتی اقدار اور جدید رجحانات کے درمیان کشمکش نمایاں ہو گئی ہے۔

نوجوان نسل کو درپیش تہذیبی چیلنجز میں مادہ پرستی، اخلاقی نسبیت، انفرادیت پسندی، خاندانی نظام کی کمزوری، اور مذہبی شعور میں کمی جیسے عوامل شامل ہیں۔ یہ عناصر نہ صرف ان کی فکری اور اخلاقی تشکیل پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ ان کی دینی و تہذیبی شناخت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ چنانچہ بہت سے نوجوان اپنی روایتی اقدار اور جدید تقاضوں کے درمیان توازن قائم کرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں، جس سے فکری انتشار اور شناختی بحران جنم لیتا ہے۔

اسلامی تہذیب اپنی اساس ایمان، تقویٰ، عدل، علم، اعتدال اور اجتماعی ذمہ داری پر رکھتی ہے۔ یہ تہذیب انسان کو محض مادی ترقی کی طرف نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی ارتقاء کی طرف بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اسلامی فکر کے مطابق ایک مستحکم معاشرہ اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب اس کی بنیاد مضبوط اخلاقی اصولوں اور اجتماعی ہم آہنگی پر ہو۔ موجودہ حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوان نسل اسلامی تہذیب کی بنیادی تعلیمات کو سمجھ کر جدید تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کرے، تاکہ وہ نہ صرف اپنی شناخت کو محفوظ رکھ سکے بلکہ معاشرے کی مثبت تعمیر میں بھی مؤثر کردار ادا کر سکے۔

تہذیب کا معنی و مفہوم

تہذیب ایک جامع اصطلاح ہے جس کی تعریف لغت اور مفکرین نے اپنے اپنے زاویے سے کی ہے۔ عربی زبان میں "تہذیب" کا لفظ اصلاح اور پاکیزگی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابن منظور افریقی اپنی شہرہ آفاق لغت میں رقم طراز ہیں:

التہذیب تنقیۃ الشیء وتصفیته من الشوائب، ويقال هذب الشجر أي قطع ما لا يحتاج إلیہ¹

تہذیب کا مطلب کسی چیز کو ناخالص اشیاء سے پاک کرنا اور اسے صاف کرنا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ درخت کی تہذیب کی گئی، یعنی اس کی زائد اور غیر ضروری شاخوں کو کاٹ کر اسے درست کیا گیا۔

امام ابن خلدون نے تہذیب کے لیے "ال عمران" کی اصطلاح استعمال کی ہے اور اسے انسانی ضرورت قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک تہذیب یہ ہے کہ:

إن الاجتماع الإنساني ضروري، ويعبر عنه بال عمران الذي هو الغاية من الاجتماع²

انسانی اجتماعیت ناگزیر ہے، اور اسے ' عمران ' (تہذیب) سے تعبیر کیا جاتا ہے جو کہ اس اجتماعیت کا حتمی مقصد

اور انتہا ہے۔

مشہور برطانوی مؤرخ ایڈورڈ ٹائلر (Edward Tylor) تہذیب و ثقافت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

Civilization or Culture is that complex whole which includes knowledge, belief, art, morals, law, custom, and any other capabilities and habits acquired by man as a member of society³

تہذیب یا ثقافت وہ پیچیدہ مجموعہ ہے جس میں علم، عقیدہ، فن، اخلاقیات، قانون، رسم و رواج اور وہ تمام صلاحیتیں اور عادات شامل ہیں جو انسان معاشرے کے ایک رکن کی حیثیت سے حاصل کرتا ہے۔

تہذیب کے لوازمات

تہذیب کے قیام کے لیے چند ایسے بنیادی ستون ضروری ہیں جن پر اس کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ تہذیب کے لوازمات میں اعلیٰ اخلاق، باہمی احترام، رواداری، دیانت داری اور قانون کی پاسداری شامل ہیں۔ ایک مہذب معاشرہ وہ ہوتا ہے جہاں افراد ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں اور ذاتی مفاد پر اجتماعی بھلائی کو ترجیح دیتے ہیں۔ تعلیم تہذیب کی بنیاد سمجھی جاتی ہے کیونکہ یہ انسان کو شعور، برداشت اور صحیح و غلط میں تمیز عطا کرتی ہے۔ اسی طرح ثقافت، رسم و رواج اور مثبت اقدار بھی تہذیب کو مضبوط بناتے ہیں امام ابن خلدون تہذیب کے لوازمات لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

الإنسان مدنی بالطبع، ولا تقوم الحضارة إلا بالتعاون والعامل أساس الملک و استقامة الأحوال، وبه تحفظ الدول وتندوم الأمم.⁴

انسان فطرتاً معاشرتی ہے۔ تہذیب تعاون اور عمرانی نظام کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ عدل حکومت اور معاشرے کی بنیاد ہے، اور اسی سے ریاستیں محفوظ اور قومیں قائم رہتی ہیں۔

ول ڈیورنٹ (Will Durant) کے نزدیک تہذیب کے لیے امن اور معیشت بنیادی لازمہ ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

"Civilization is social order promoting cultural creation. Four elements constitute it: economic provision, political organization, moral traditions, and the pursuit of knowledge and the arts."⁵

تہذیب ایک ایسا سماجی نظم ہے جو ثقافتی تخلیق کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس کے چار لوازمات ہیں: معاشی فراہمی، سیاسی تنظیم، اخلاقی روایات، اور علم و فنون کی جستجو۔

اسلامی تہذیب کا سب سے بڑا لازمہ "ایمان" اور "عدل" ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ اسلامی

تہذیب کا پہلا اور بنیادی لازمہ اللہ کی حاکمیت کا اقرار ہے، جس کے بغیر انسانی زندگی میں توازن پیدا نہیں ہو سکتا۔⁶

تہذیب کے عناصر

تہذیب کے عناصر میں اخلاقی اقدار، قانون کی پاسداری، علم و تعلیم، معاشرتی نظم و ضبط، عدل و انصاف اور باہمی احترام بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے تہذیب کی بنیاد توحید، عدل، اخوت اور تقویٰ پر قائم ہوتی ہے معاشرتی استحکام اور عروج کا دار و مدار مضبوط اخلاقی اور اجتماعی اصولوں پر ہے۔ اسلام کے نزدیک تہذیب محض مادی ترقی کا نام نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی بالیدگی کے ساتھ متوازن معاشرتی نظام کا قیام ہے۔ مغربی مفکرین کے ہاں بھی تہذیب کے عناصر میں قانون، ادارہ جاتی نظم، سائنسی ترقی اور انسانی حقوق کو مرکزی اہمیت حاصل ہے کے مطابق تہذیبیں اُس وقت ترقی کرتی ہیں جب وہ چیلنجز کا مثبت جواب اخلاقی اور فکری قیادت کے ذریعے دیتی ہیں۔ اسلامی تہذیب کے عناصر ترکیبی دیگر تہذیبوں سے مختلف اور وحی پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر محمد عمارہ لکھتے ہیں:

العناصر الأساسية للحضارة الإسلامية هي التوحيد، والعقلانية الأخلاقية، والعدل الشامل.⁷

اسلامی تہذیب کے بنیادی عناصر توحید، اخلاقی عقلانیت اور عدل جہانی ہیں۔

سیمونل، میننگٹن کے مطابق مذہب اور زبان تہذیب کے اہم ترین عناصر ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

"The subjective elements of a civilization include language, history, religion, customs, institutions, and the subjective self-identification of people." ⁸

کسی تہذیب کے موضوعی عناصر میں زبان، تاریخ، مذہب، رسم و رواج، ادارے اور لوگوں کی اپنی شناخت کا احساس شامل ہے۔

مذکورہ بالا مباحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تہذیب محض مادی ترقی کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک قوم کے نظریاتی استحکام، اخلاقی پاکیزگی اور سماجی نظم کا مرقع ہے۔ ابن خلدون کی 'عمرانیات' ہو یا ول ڈیورنٹ کا 'سماجی نظم'، سب اس بات پر متفق ہیں کہ جب تک اخلاقیات اور علم کا امتزاج نہیں ہوتا، کوئی بھی گروہ تہذیب کے درجے پر فائز نہیں ہو سکتا۔

نوجوان نسل کی اہمیت اور تہذیب میں ان کا کردار

نوجوان نسل کسی بھی زندہ تہذیب کی نمو، بقا اور ارتقاء کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جو اپنی فطری توانائی، بلند ہمتی اور نئے فکری زاویوں سے معاشرے میں موجود جمود کو توڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ تہذیبوں کی تعمیر ہو یا ان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت، نوجوانوں نے ہمیشہ ہر اول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ کسی بھی قوم کا مستقبل اس کے مادی وسائل سے زیادہ اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ اس کی نوجوان نسل ذہنی اور فکری طور پر کس تہذیب سے وابستہ ہے۔ اگر نوجوانوں کی صحیح خطوط پر تربیت کی جائے تو وہ ایک منتشر معاشرے کو بھی عظیم تہذیب میں بدل سکتے ہیں۔

نوجوانوں کی فکری تربیت اور تہذیبی بنیاد

نوجوانوں کا اولین اور بنیادی کردار اپنی تہذیب کے فکری ڈھانچے کو سمجھنا اور اسے عصری تقاضوں کے مطابق نافذ کرنا ہے۔ جب تک نوجوان فکری طور پر اپنی جڑوں سے وابستہ نہیں ہوتے، وہ بیرونی یلغار کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تہذیب کی بقا محض تقلید میں نہیں بلکہ اس فکری شعور میں ہے جو نوجوانوں کو اپنی شناخت پر فخر کرنا سکھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفکرین نے نوجوانوں کی فکری بیداری کو کسی بھی بڑے انقلاب کا پہلا قدم قرار دیا ہے، کیونکہ شعوری پختگی ہی عمل کی بنیاد بنتی ہے۔ اس حوالے سے معروف ایرانی مفکر ڈاکٹر علی شریعتی اپنی کتاب (Building the Self) میں نوجوانوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"The youth are the conscious pulse of a nation; they are the potential initiators of a cultural renaissance. If they possess a deep understanding of their heritage, they can transform a decaying society into a vibrant civilization"⁹.

نوجوان کسی قوم کی شعوری نبض ہوتے ہیں وہ تہذیبی نشاۃ ثانیہ کے امکانات بانی ہیں۔ اگر وہ اپنی میراث کی گہری سمجھ رکھتے ہوں، تو وہ ایک زوال پذیر معاشرے کو ایک متحرک تہذیب میں بدل سکتے ہیں۔

اسلامی تاریخ میں نوجوانوں کا مثالی کردار

اسلامی تہذیب کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان عمارت کی بنیادیں ان نوجوانوں نے رکھی تھیں جنہوں نے مروجہ جاہلی نظام کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے ابتدائی افراد میں اکثریت نوجوانوں کی تھی، جنہوں نے اپنی صلاحیتوں کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے وقف کر دیا۔ قرآن کریم نے بھی ان نوجوانوں کی مثالیں بیان کی ہیں جنہوں نے کفر کے غلبے میں اپنے ایمان اور تہذیب کی حفاظت کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام

نوجوانوں کو محض مادی قوت نہیں بلکہ ایک نظریاتی سپاہی کے طور پر دیکھتا ہے۔ امام ابن کثیر اپنی تفسیر میں سورہ کہف کے نوجوانوں (اصحاب کہف) کے فکری کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"إنهم فتية آمنوا بربهم، والشباب هم أقبل للحق وأهدى للسبيل من الشيوخ الذين قد عتوا وانغمسوا في دين الباطل، ولهذا كان أكثر المستجيبين لله ولرسوله ﷺ شباباً."¹⁰

وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے، اور نوجوان حق کو قبول کرنے اور سیدھی راہ پانے میں ان بوڑھوں سے زیادہ پیش پیش ہوتے ہیں جو باطل دین میں غرق ہو چکے ہوں، اسی لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں اکثریت نوجوانوں ہی کی تھی۔

تہذیبی تسلسل اور اقدار کی منتقلی

تہذیب دراصل ایک مسلسل بننے والے دریکی مانند ہے جس میں اقدار، روایات اور علمی میراث ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اس منتقلی کے عمل میں نوجوان ایک پل کا کردار ادا کرتے ہیں؛ اگر یہ پل ٹوٹ جائے تو تہذیبی تسلسل منقطع ہو جاتا ہے۔ نوجوانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلاف کی چھوڑی ہوئی علمی اور اخلاقی وراثت کو نہ صرف سنبھالیں بلکہ اسے دورِ حاضر کی زبان میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ تہذیب کی زندگی کاراز اسی میں ہے کہ اس کے نوجوان اپنی روایات کو "فرسودہ" سمجھنے کے بجائے انہیں اپنی طاقت بنائیں۔ مشہور فرانسیسی فلسفی ہنری برگساں (Henri Bergson) تہذیبی بقا اور نوجوان نسل کے تعلق پر لکھتا ہے:

"Civilization is not a static inheritance but a dynamic process that requires the creative energy of the youth. It persists only as long as the new generation is willing to internalize and carry the torch of ancestral wisdom into the future"¹¹.

تہذیب کوئی ساکن میراث نہیں بلکہ ایک متحرک عمل ہے جو نوجوانوں کی تخلیقی توانائی کا متقاضی ہے۔ یہ صرف اسی وقت تک باقی رہتی ہے جب تک نئی نسل اسلاف کی حکمت کی مشعل کو اپنے اندر جذب کرنے اور اسے مستقبل میں لے جانے کے لیے تیار ہو۔

معاشرتی اصلاح اور نوجوانوں کی ذمہ داری

معاشرے میں پھیلی اخلاقی تنزلی اور تہذیبی بگاڑ کے خلاف جدوجہد کرنا نوجوانوں کا بنیادی فریضہ ہے۔ ایک تہذیب یافتہ معاشرے کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ نوجوان محض اپنے ذاتی معاشی مفاد تک محدود نہ رہیں، بلکہ وہ سماجی عدل اور خیر کی ترویج کے علمبردار بنیں۔ ان کی ہمت اور جوش اگر صحیح سمت میں ہو تو وہ معاشرے سے ناانصافی، جہالت اور بے راہروی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے جوانی کی عبادت اور اس دور کی سماجی خدمت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہ عمر کا وہ حصہ ہے جب انسان کی قوتیں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی اپنی تصنیف 'گلستاں' میں نوجوانوں کی اخلاقی اصلاح اور ان کی سماجی قوت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"برنائے کہ از طاعت حق سر بتابد، در روز پیری ہمت خیر از وی نباید جست۔ قوت بازوئے جوانی در اصلاح عالم بکار آید، و گرنہ عمر ضائع ساختن است۔"¹²

وہ نوجوان جو حق کی اطاعت سے منہ موڑتا ہے، اس سے بڑھاپے میں کسی خیر کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ جوانی کی بازوؤں کی قوت دنیا کی اصلاح کے کام آنی چاہیے، ورنہ یہ عمر کو ضائع کرنا ہے۔

ڈاکٹر علی شریعتی کی فکری بیداری سے لے کر امام ابن کثیر کی قرآنی تشریحات تک، یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ

تہذیبی انقلاب ہمیشہ نوجوانوں کے گرد گھومتا ہے۔ اگر نوجوان اپنی اسلامی شناخت اور اسلاف کی حکمت سے کٹ جائیں تو تہذیب محض ایک تاریخ بن کر رہ جاتی ہے۔ لہذا، تہذیب اسلامی کی مراجعت کے لیے نوجوانوں کی علمی اور اخلاقی آبیاری ناگزیر ہے۔

نوجوان نسل کو تہذیب سے متعلق چیلنجز

موجودہ دور میں مسلم نوجوان نسل کو جس سب سے بڑے چیلنج کا سامنا ہے، وہ عالمی سطح پر برپا ہونے والا تہذیبی و فکری تضاد ہے۔ عالمگیریت اور میڈیا کے بے پناہ اثر و رسوخ نے جغرافیائی سرحدوں کو تو ختم کر دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مقامی اور مذہبی تہذیبوں کے لیے بقا کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ مغربی تہذیب اپنی مادی ترقی، ٹیکنالوجی اور پرکشش طرز زندگی کے ذریعے نوجوانوں کے ذہنوں پر اثر انداز ہو رہی ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنی اصل شناخت کے حوالے سے کشمکش کا شکار ہیں۔ یہ چیلنج صرف ظاہری نہیں بلکہ اس کی جڑیں گہرے فلسفیانہ اور نظریاتی مباحث میں پیوست ہیں۔ ذیل میں ان چیلنجز کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مغربی فکر و فلسفہ اور مادیت پرستی

مغربی فکر نے انسانی زندگی کا مرکز محض مادی فوائد اور دنیاوی لذتوں کو بنادیا ہے جس نے نوجوانوں کے روحانی نظام کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ لبرل ازم اور سیکولر ازم جیسے نظریات نے مذہب کو انفرادی معاملہ قرار دے کر اجتماعی زندگی سے خارج کرنے کی کوشش کی ہے، جس سے نوجوانوں میں خدا بیزاری اور مادر پدر آزادی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ جب مادہ پرستی غالب آتی ہے، تو اخلاقی اقدار ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں اور انسان صرف اپنی جبلتوں کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔ یہ فلسفہ نوجوانوں کو اپنی اسلامی تاریخ اور روحانی وراثت سے بیگانہ کر رہا ہے۔ تہذیبی یلغار کے اس پہلو پر مشہور جرمن ماہر عمرانیات ہربرٹ مارکیوز (Herbert Marcuse) اپنی کتاب One-Dimensional Man میں لکھتا ہے:

"The impact of Western industrial civilization has created a 'one-dimensional man' who is conditioned to satisfy only his material desires, losing the capacity for critical thinking and spiritual depth"¹³.

مغربی صنعتی تہذیب کے اثرات نے ایک ایسا 'ایک طرفہ انسان' پیدا کر دیا ہے جو صرف اپنی مادی خواہشات کی تسکین کے لیے تیار کیا گیا ہے، اور وہ تنقیدی سوچ اور روحانی گہرائی کی صلاحیت کھو چکا ہے۔

فکری بحران اور شناخت کا فقدان

نوجوان نسل اس وقت ایک ایسے فکری بحران کا شکار ہے جہاں اسے اپنی تہذیبی شناخت اور عالمی جدیدیت کے درمیان توازن قائم کرنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ یہ بحران اس وقت پیدا ہوتا ہے جب نوجوان اپنی روایات کو 'فرسودہ' اور مغربی طور طریقوں کو 'ترقی کا واحد راستہ' سمجھنے لگتے ہیں۔ شناخت کا یہ فقدان انہیں ذہنی غلامی کی طرف دھکیل دیتا ہے، جہاں وہ اپنی زبان، لباس اور طرز فکر کو شرمندگی کا باعث سمجھنے لگتے ہیں۔ جب کوئی قوم اپنی فکری بنیادوں سے کٹ جاتی ہے، تو وہ دوسری تہذیبوں میں ضم ہو جاتی ہے اور اس کا اپنا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ مشہور مسلم مفکر اور ماہر نفسیات ملک بن نبی اپنی تصنیف تہذیبی شرائط میں اس فکری مغلوبیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إن المشكلة ليست في نقص الوسائل المادية، بل في 'القابلية للاستعمار' النفسية والفكرية التي تجعل الإنسان يفقد ثقته في حضارته ويحاول تقليد الغالب دون وعي."¹⁴

مسئلہ مادی وسائل کی کمی کا نہیں بلکہ نفسیاتی اور فکری 'استعمار پسندی' کا ہے، جو انسان کو اپنی تہذیب پر اعتماد کھونے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ شعور کے بغیر فاتح کی تقلید کی کوشش کرتا ہے۔

تعلیم و شعور کی کمی اور سطحی علم

جدید تعلیمی نظام نے نوجوانوں کو ڈگریاں اور فنی مہارتیں تو فراہم کی ہیں، لیکن وہ حقیقی تہذیبی شعور اور حکمت پیدا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ موجودہ دور کا المیہ یہ ہے کہ نوجوانوں کے پاس معلومات کا انبار تو ہے مگر علم کی وہ گہرائی نہیں جو انہیں حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے کے قابل بنا سکے۔ جب تعلیم کا مقصد صرف معاشی خوشحالی ہو، تو وہ انسان کی اخلاقی اور تہذیبی تربیت نہیں کر پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بھی اکثر اپنی اسلامی اقدار کی روح سے واقف نہیں ہوتے اور پروپیگنڈا کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر سید محمد نقویب العطاس نے جدید تعلیمی نظام کے اس نقص کو 'فسادِ علم' (Confusion of Knowledge) قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"The contemporary crisis of the Muslim world is a crisis of knowledge. The secularization of education has led to the loss of 'Adab' and the inability to recognize the proper hierarchy of values in Islamic civilization¹⁵".

مسلم دنیا کا موجودہ بحران علم کا بحران ہے۔ تعلیم کے سیکولرائزیشن نے 'ادب' کے خاتمے اور اسلامی تہذیب میں اقدار کے صحیح مرتبے کو پہچاننے کی نااہلی کو جنم دیا ہے۔

تہذیب اسلامی سے دوری کا تصور

نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ تصور راسخ کر دیا گیا ہے کہ اسلامی تہذیب صرف ماضی کا ایک قصہ ہے اور اس کا جدید دور کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ دوری محض جسمانی نہیں بلکہ ذہنی ہے، جہاں نوجوان اسلام کو صرف چند عبادات تک محدود سمجھتے ہیں اور اسے ایک مکمل نظام زندگی کے طور پر قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ مغربی میڈیا نے 'اسلاموفوبیا' اور 'ترقی پسندی' کے نام پر اسلامی شعار کو پسماندگی کی علامت بنا کر پیش کیا ہے، جس سے نوجوان نسل اپنی ہی تہذیب سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اس تہذیبی دوری اور اس کے انجام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے خطبات میں فرمایا تھا:

"The modern Muslim youth is being shaped by a culture that denies the spiritual basis of life. If he does not rediscover the dynamic spirit of the Quran, he will remain a stranger in his own home¹⁶".

جدید مسلم نوجوان کی تشکیل ایک ایسی ثقافت کے ذریعے ہو رہی ہے جو زندگی کی روحانی بنیادوں کا انکار کرتی ہے۔ اگر اس نے قرآن کی متحرک روح کو دوبارہ دریافت نہ کیا، تو وہ اپنے ہی گھر میں اجنبی بن کر رہ جائے گا۔

نوجوان نسل کو درپیش چیلنجز محض مادی نہیں بلکہ گہرے فکری ہیں۔ مغربی مادیت پرستی، فکری بحران، ناقص نظام تعلیم اور اپنی تہذیب سے بیگانگی نے نوجوانوں کو ایک ایسی ذہنی کنکشن میں مبتلا کر دیا ہے جہاں سے نکلنے کے لیے "مراجعۃ اسلامی" ناگزیر ہے۔ ان چیلنجز کا مقابلہ صرف ٹیکنالوجی سے نہیں بلکہ ایک مضبوط نظریاتی اور تہذیبی شعور سے ہی ممکن ہے۔

اسلام کی طرف مراجعت: امکانات اور آثار

موجودہ دور میں جہاں ایک طرف مغربی تہذیب کا غلبہ ہے، وہیں دوسری طرف عالمی سطح پر ایک نئی لہر بھی دیکھی جا رہی ہے جسے مراجعت الی الاسلام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مادی لذتوں کی انتہا اور سرمایہ دارانہ نظام کی اخلاقی ناکامی نے نوجوانوں کے اندر ایک روحانی خلا پیدا کر دیا ہے۔ یہ خلا اب انہیں دوبارہ اپنے دین اور تہذیب کی طرف لوٹنے پر مجبور کر رہا ہے۔ جدید مسلم نوجوان اب محض تقلید پر راضی نہیں، بلکہ وہ اسلام کو ایک جدید اور عملی نظام زندگی کے طور پر دریافت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

مادی نظام کی ناکامی اور روحانیت کی تلاش

دنیا نے مادی ترقی کی انتہا دیکھ لی ہے، لیکن اس کے نتیجے میں ذہنی تناؤ، خود کشیوں کی شرح میں اضافہ اور خاندانی نظام کی تباہی جیسے مسائل سامنے آئے۔ اس صورتحال نے نوجوانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا ہے کہ حقیقی سکون صرف مادی اشیاء میں نہیں بلکہ روحانیت میں ہے۔ اسلامی تہذیب کا خاندانی نظام اور اخلاقی سکون اب مغربی معاشروں کے نوجوانوں کے لیے بھی توجہ کا مرکز بن رہا ہے۔ مشہور برطانوی نو مسلم مفکر مارٹن لنگز (ابو بکر سراج الدین) اس تبدیلی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

The modern world has become a desert of spirituality. The return of the youth to Islamic traditions is not a step backward, but a search for the oasis of truth in a world of illusions¹⁷.

جدید دنیا روحانیت کا صحرا بن چکی ہے۔ نوجوانوں کی اسلامی روایات کی طرف واپسی پیچھے کی طرف قدم نہیں، بلکہ وہم و گمان کی دنیا میں سچائی کے نخلستان کی تلاش ہے۔

شناخت کی بحالی اور تہذیبی فخر

گزشتہ چند دہائیوں میں اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے رجحان نے الٹا اثر دکھایا ہے اور مسلم نوجوانوں میں اپنی شناخت کے حوالے سے دفاعی رویے کے بجائے "تہذیبی فخر" پیدا کر دیا ہے۔ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ تعلیمی اداروں میں اب نوجوان اپنے اسلامی شعار (مثلاً حجاب، داڑھی، حلال خوراک) پر شرمندگی محسوس کرنے کے بجائے اسے اپنی منفرد شناخت کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ یہ مراجعت کا ایک واضح ثبوت ہے کہ اب نوجوان نسل ذہنی مغلوبیت سے نکل رہی ہے۔ پروفیسر علی مزرعی اس تہذیبی بیداری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The 21st century is witnessing a 'Re-Islamization' among the educated youth. They are blending modern skills with Islamic values, creating a new synthesis that challenges the Western monopoly on progress¹⁸".

اکیسویں صدی تعلیم یافتہ نوجوانوں میں 'دوبارہ اسلامائزیشن' کی گواہ ہے۔ وہ جدید مہارتوں کو اسلامی اقدار کے ساتھ ملا رہے ہیں، جو ترقی پر مغربی اجارہ داری کو چیلنج کرنے والا ایک نیا امتزاج پیدا کر رہا ہے۔

قرآن و حدیث سے تہذیبی استحکام کے دلائل

اسلامی تہذیب کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کی بنیاد انسانی عقل کے ساتھ ساتھ وحی الہی پر قائم ہے۔ قرآن و سنت نے ایک ایسی تہذیب کا نقشہ پیش کیا ہے جو ابدی ہے اور ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جب ہم نوجوانوں کو اسلام کی طرف مراجعت کی دعوت دیتے ہیں، تو اس کی بنیاد محض جذباتی نہیں بلکہ ٹھوس نصوص پر مبنی ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے جہاں مسلمانوں کو "بہترین امت" قرار دیا، وہاں سنت نبوی ﷺ نے ان عملی اصولوں کی وضاحت کی جن پر چل کر ایک مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

بہترین امت اور عالمی قیادت کا تصور

قرآن مجید نے مسلمانوں کو ایک ایسی تہذیب کا امین بنایا ہے جس کا مقصد صرف اپنی فلاح نہیں بلکہ پوری انسانیت کی رہنمائی ہے۔ نوجوانوں کے لیے یہ آیت ایک مشعل راہ ہے کہ ان کا اصل منصب دنیا کی فکری اور اخلاقی قیادت کرنا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ"¹⁹
 تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت و اصلاح) کے لیے نکالی گئی ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ قرطبی کے کلام کا حاصل ہے کہ یہ خیریت اور برتری اس وقت تک قائم ہے جب تک یہ امت اپنے تہذیبی فریضے (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) کو انجام دیتی رہے گی۔²⁰
جوانی کی اہمیت اور احتساب کا تصور

احادیث مبارکہ میں جوانی کے دور کو ایک خصوصی نعمت اور امانت قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ قیامت کے دن انسان سے اس کی جوانی کے بارے میں الگ سے سوال ہو گا کہ اس نے یہ قیمتی وقت کن کاموں میں صرف کیا۔ یہ حدیث نوجوانوں کو اپنی زندگی اور وقت کا ذمہ دارانہ استعمال سکھاتی ہے جو کسی بھی تہذیب کی تعمیر کا بنیادی عنصر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ²¹
 قیامت کے دن کسی بندے کے قدم (اپنی جگہ سے) نہیں ہٹ سکیں گے یہاں تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال کر لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں فنا کیا، اور خاص طور پر اس کی جوانی کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں گزارا۔

نوجوان نسل کو درپیش تہذیبی چیلنجز اگرچہ سنگین ہیں، لیکن یہ ناقابل شکست نہیں ہیں۔ مغربی فکر کے مادی غلبے کے باوجود اسلامی تہذیب کی روحانی اور اخلاقی کشش آج بھی برقرار ہے۔ تحقیق کے نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ نوجوانوں میں پایا جانے والا موجودہ فکری بحران دراصل ایک "تلاش حق" کا عمل ہے، جو انہیں دوبارہ اسلام کی طرف لے جا رہا ہے۔ قرآن و حدیث کے دلائل ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ایک متحرک نظام ہے جو نوجوانوں کو قیادت کا وزن فراہم کرتا ہے۔

نتائج تحقیق

1. تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ تہذیب محض مادی ترقی کا نام نہیں، بلکہ یہ عقائد، اخلاقیات، اور سماجی نظم کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو کسی قوم کو اس کی مخصوص شناخت عطا کرتا ہے۔
2. نوجوان کسی بھی تہذیب کے لیے "خونِ تازہ" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تہذیبی بقا کا انحصار اس بات پر ہے کہ نئی نسل اپنے اسلاف کی فکری میراث کو کس حد تک سینے سے لگاتی ہے۔
3. موجودہ دور کا سب سے بڑا چیلنج وہ مغربی فلسفہ ہے جس نے زندگی کو صرف مادی لذتوں اور معاشی مفادات تک محدود کر کے نوجوانوں کو روحانیت سے دور کر دیا ہے۔
4. عالمگیریت اور مغربی یلغار کے نتیجے میں مسلم نوجوان اپنی اسلامی شناخت کے حوالے سے دفاعی پوزیشن میں آگئے ہیں، جس سے ایک گہرا فکری بحران پیدا ہوا ہے۔
5. سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ نے "ورچوئل شناخت" کو جنم دیا ہے، جس نے حیا، قناعت اور خاندانی تقدس جیسی اسلامی اقدار کو شدید متاثر کیا ہے۔
6. موجودہ تعلیمی ڈھانچہ نوجوانوں کو فنی مہارتیں تو دے رہا ہے، لیکن وہ "تہذیبی انسان" کی تعمیر اور فکری آبیاری کرنے میں

7. مغرب کے مادی نظام نے انسان کو ذہنی اضطراب اور تنہائی کے سوا کچھ نہیں دیا، جس کی وجہ سے اب نوجوان متبادل کی تلاش میں ہیں۔
8. عالمی سطح پر پڑھے لکھے مسلم نوجوانوں میں دوبارہ دین کی طرف واپسی کا رجحان بڑھ رہا ہے، جو کہ ایک مثبت تہذیبی تبدیلی کا پیش خیمہ ہے۔
9. اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے نے نوجوانوں میں اشتعال کے بجائے اپنی تہذیب کو جاننے اور اس پر فخر کرنے کا جذبہ پیدا کیا ہے۔
10. قرآن کریم کا "امت وسط" اور "بہترین امت" کا تصور نوجوانوں کو عالمی قیادت اور انسانیت کی خدمت کا ایک بلند مقصد فراہم کرتا ہے۔
11. احادیث میں جوانی کے دور کے بارے میں سوال کا تصور نوجوانوں کو ذمہ دارانہ طرز زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔
12. اسلامی تہذیب کے عناصر (توحید، عدل اور علم) اجنبی نہیں بلکہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں، جو اسے ہر دور میں قابل عمل بناتے ہیں۔
13. جدید سائنسی علوم کو اسلامی فکری فریم ورک میں ڈھالنا وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ نوجوانوں میں علمی مرعوبیت ختم ہو سکے۔
14. نوجوانوں کی مراجعت صرف عبادات تک محدود نہیں ہونی چاہیے، بلکہ اسے معاشرتی عدل اور اخلاقی اصلاح کے عملی میدان میں نظر آنا چاہیے۔

تجاویز و سفارشات

1. تعلیمی اداروں میں ایسے نصاب کو رواج دیا جائے جو جدید سائنسی علوم اور اسلامی تہذیبی اقدار کا سنگم ہو۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کو الحادی فلسفوں کے بجائے 'تخلیق خداوندی' کے تناظر میں پڑھایا جائے تاکہ طالب علم میں علمی اعتماد پیدا ہو۔
2. حکومتی اور نجی سطح پر ایسے تھنک ٹینکس قائم کیے جائیں جو مغربی افکار (لبرل ازم، الحاد، مادیت) کا تحقیقی اور مدلل جواب تیار کریں اور نوجوانوں کے ذہنی شبہات کا ازالہ کریں۔
3. نوجوانوں کو ڈیجیٹل لٹریسی سکھائی جائے تاکہ وہ سوشل میڈیا کو محض تفریح کے بجائے اسلامی تہذیب کی ترویج، دعوت اور علمی مکالمے کے لیے استعمال کر سکیں۔
4. والدین اور بڑوں کے ساتھ نوجوانوں کے تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے مہم چلائی جائے۔ خاندان وہ بنیادی یونٹ ہے جہاں سے تہذیبی اقدار اگلی نسل میں منتقل ہوتی ہیں۔
5. اسلامی فن تعمیر، خطاطی، ادب اور حلال تفریح کے ایسے مواقع پیدا کیے جائیں جو مغربی کلچر کے مقابلے میں نوجوانوں کے لیے کشش رکھتے ہوں اور ان کے جمالیاتی ذوق کی تسکین کریں۔
6. تعلیمی اداروں اور مساجد میں ایسی نشستوں کا اہتمام کیا جائے جو نوجوانوں کی اخلاقی پاکیزگی اور روحانی بالیدگی پر توجہ دیں، تاکہ وہ مادیت پرستی کے اس دور میں ذہنی سکون پاسکیں۔
7. میڈیا اور سیمینارز کے ذریعے مسلم سائنسدانوں، مفکرین اور فاتحین کی تاریخ کو اجاگر کیا جائے تاکہ نوجوان احساس کمتری سے نکل کر اپنی شناخت پر فخر کر سکیں۔

8. نوجوانوں کو فلاحی کاموں، انسانیت کی خدمت اور سماجی عدل کے منصوبوں میں شامل کیا جائے تاکہ ان میں 'خیر امت' ہونے کا عملی احساس بیدار ہو۔
9. روایتی مذہبی طبقات اور جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے درمیان موجود خلیج کو ختم کرنے کے لیے کھلے مکالمے کا آغاز کیا جائے جہاں نوجوان بلا جھجک سوال کر سکیں۔
10. نوجوانوں کو ایسے ہنر سکھائے جائیں جو انہیں معاشی طور پر مستحکم کریں، اور انہیں اسلامی معاشی اصولوں (سود سے پاک تجارت) کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کے چنگل سے آزاد ہو سکیں۔

References

- ¹ Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram ibn 'Alī ibn Aḥmad al-Anṣārī, *Lisān al- 'Arab* (Beirut: Dār Ṣādir, 1993), 1:281.
- ² Ibn Khaldūn, 'Abd al-Raḥmān ibn Muḥammad, *al-Muqaddimah* (Cairo: Dār al-Fajr lil-Turāth, 2004), p. 162.
- ³ Tylor, Edward Burnett, *Primitive Culture* (London: John Murray, 1871), 1:1.
- ⁴ Ibn Khaldūn, *al-Muqaddimah*, p. 171.
- ⁵ Durant, William, *The Story of Civilization*, vol. 1 (New York: Simon and Schuster, 1935), p. 1.
- ⁶ Mawdūdī, Abū al-A'ī, *Islāmī Tahzīb aur Us ke Uṣūl-o-Mabādī* (Lahore: Islamic Publications, 2015), p. 45.
- ⁷ 'Imārah, Muḥammad, *al-Islām wa-al-Ḥaḍārah* (Cairo: Dār al-Shurūq, 1998), p. 112.
- ⁸ Huntington, Samuel P., *The Clash of Civilizations and the Remaking of World Order* (New York: Simon & Schuster, 1996), p. 43.
- ⁹ Shariati, 'Alī, *Building the Self* (Tehran: Amīr Kabīr Publications, 1980), p. 112.
- ¹⁰ Ibn Kathīr, Ismā'īl ibn 'Umar ibn Kathīr al-Dimashqī, *Tafsīr al-Qur'ān al- 'Aẓīm* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1998), 5:135.
- ¹¹ Bergson, Henri, *The Two Sources of Morality and Religion* (New York: Henry Holt and Company, 1935), p. 210.
- ¹² Sa'dī, Muṣliḥ al-Dīn Shīrāzī, *Gulistān-i Sa'dī* (Tehran: Maktabah Furūgh-i Dāni sh, 1384 SH), p. 94.
- ¹³ Marcuse, Herbert, *One-Dimensional Man: Studies in the Ideology of Advanced Industrial Society* (Boston: Beacon Press, 1964), p. 12.
- ¹⁴ Bennabi, Mālik, *Shurūṭ al-Nahḍah* (Damascus: Dār al-Fikr, 1986), p. 75.
- ¹⁵ Al-Attas, Syed Muhammad Naquib, *Islam and Secularism* (Kuala Lumpur: ABIM, 1978), p. 154.
- ¹⁶ Iqbal, Muḥammad, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam* (London: Oxford University Press, 1930), p. 126.
- ¹⁷ Lings, Martin, *Ancient Beliefs and Modern Superstitions* (London: Perennial Books, 1981), p. 45.
- ¹⁸ Mazrui, Ali A., *The African Condition: A Political Diagnosis* (Cambridge: Cambridge University Press, 1988), p. 92.
- ¹⁹ Al-Qur'ān, 3:110.
- ²⁰ Al-Qurṭubī, Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abī Bakr, *al-Jāmi' li-Aḥkām al-Qur'ān* (Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 2006), 5:561.
- ²¹ Al-Tirmidhī, Abū 'Isā Muḥammad ibn 'Isā ibn Sawrah, *al-Jāmi'* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), Kitāb Ṣifāt al-Qiyāmah wa-al-Raqā'iq wa-al-Wara', ḥadīth no. 2417.